سپریم کورٹ رپورٹس (2006) SUPP.10 ایس سی آر

فرانسس سٹینلی@اسٹالین

بنام

انٹیلجنس آفیسر، نارکوٹک کنٹرول بیورو، تھیرو اننتھا پورم

14/دسمبر 2006

(ایس۔ بی۔ سنہا اور مارکنڈے کاٹجو، جسٹسز)

منشیات اور نفسیاتی ادویات کا قانون، 1985-مقدمہ کے تحت-ملزم کے پاس ممنوعہ اشیاء برآمد نہیں ہوئیں-مقدمہ ساتھی ملزم کے بیان اور ملزم کے اپنے اعترافی بیان کی بنیاد پر چلایا گیا-قانون کے تحت مجاز افسر کے سامنے دیا گیا بیان-نیچے دی گئی عدالتوں کے ذریعے سزا-اپیل پر، فیصلہ دیا گیا: اثباتِ جُرم جائز نہیں ہے-ملزم شک کے فائدے کا حقدار ہے-مقدمے کے حقائق کے پیشِ نظر ساتھی کے بیان اور ملزم کے اقبالِ جرم پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔

فوجداری مقدمہ:

ساتھی ملزم کے شواہد-قابل قبولیت-فیصلہ: اس طرح کا ثبوت قانون شہادت کی دفعہ 133 کے تحت قابل قبول ہے-تاہم، دانشمندی کے اصول کے طور پر، اس طرح کے ثبوت کی عام طور پر کچھ دوسرے شواہد-قانون شہادت 1872۔دفعہ 133 اور 114(بی) کے ذریعے تصدیق کی جانی چاہیے۔

اقبال جرم بیان-مجاز افسر کے سامنے دیا گیا-انحصار پر-فیصلہ: اگرچہ اس طرح کا بیان قانون شہادت کی دفعہ 25 سے متاثر نہیں ہوتا ہے، پھر بھی اسے نجی شہریوں یا عہدیداروں کے سامنے کیے گئے

اقبالِ جرم سے زیادہ قریب سے جانچ پڑتال کا موضوع ہونا چاہیے جن کے پاس ایکٹ- قانون شہادت 1872- دفعہ 25 کے تحت تحقیقات کا اختیار نہیں ہے۔

ملزم نمبر 1 کے قبضے سے ممنوعہ اشیاء پایا گیا۔ملزم نمبر 1 نے اپنے بیان میں اپیل کنندہ-ملزم-2 کے نام کا ذکر کرتے ہوئے الزام لگایا کہ اس نے اشیاء ملزم- 1 کے حوالے کر دی ہیں۔اپیل کنندہ ملزم نے اپنا اعتراف بیان دیا۔اس پر مقدمہ چلایا گیا۔انہوں نے الزامات کی تردید کی۔اسے درج ذیل عدالتوں نے مجرم قرار دیا اور منشیات اور نفسیاتی ادویات کا قانون 1985 کے تحت سزا سنائی گئی۔

اپیل کی منظوری دیتے ہوئے عدالت نے:

فیصلہ: اس مقدمے کے شواہد پر، اپیل کنندہ کی 977 اثباتِ جُرم کو برقرار رکھنا محفوظ نہیں ہوگا، اور اسے معقول شک کا فائدہ دیا جانا چاہیے۔اس بات کا کوئی الزام نہیں ہے کہ اپیل کنندہ کے پاس خود ملزم نمبر 1 کے پاس کوئی منشیات پائی گئی تھی۔اپیل کنندہ کے خلاف واحد ثبوت ملزم نمبر 1 کا واپس لیا ہوا بیان اور اپیل کنندہ کا اپنا واپس لیا ہوا اقبالِ جرم ہے۔(E-F-980؛E-982)

2۔ ساتھی کے ثبوت میں کچھ شبہات ہے، اور اس کی وجہ واضح طور پر یہ ہے کہ ساتھی کے ثبوت کو شکوک وشبہات کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کیونکہ خود کو بچانے کے لیے وہ شریک ملزم کو پھنسانے کی طرف مائل ہوسکتا ہے۔یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ساتھی کے ثبوت پر کبھی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس طرح کے ثبوت قانون شہادت کی دفعہ 133 کے تحت قابل قبول ہیں۔تاہم، دفعہ 133 کو قانون شہادت کی دفعہ 114 (بی) کے ساتھ پڑھنا پڑتا ہے، اور ان کو ایک ساتھ پڑھنا قانون کو اچھی طرح سے طے کرتا ہے کہ دانشمندی کی حکمرانی کے لیے ضروری ہے کہ کسی ساتھی کے ثبوت کی عام طور پر کچھ دوسرے شواہد سے تصدیق کی جائے۔(1981-اے-سی)

چونمپرا چیلاپن بنام ریاست کیرالہ، اے آئی آر (1979) ایس سی (1761)؛ ڈی پیارا سنگھ بنام ریاست پنجاب، (1969) 3 ایس سی آر 236 اور سریش چندر بہری بنام ریاست بہار، اے آئی آر (1994) ایس سی 2420 پر انحصار کیا۔

3۔ اگر چہ یہ سچ ہے کہ این ڈی پی ایس ایکٹ کے تحت کسی افسر کے سامنے کیے گئے اقبالِ جرم کو قانون شہادت کی دفعہ 25 کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا ہے، پھر بھی اس طرح کے اقبالِ جرم کو نجی ای شہریوں یا عہدیداروں کے سامنے کیے گئے اقبالِ جرم سے زیادہ قریب سے جانچ پڑتال کا موضوع ہونا چاہیے جن کے پاس ایکٹ کے تحت تحقیقات کے اختیارات نہیں ہیں لہذا اسی اپیل کنندہ کی طرف سے کیے گئے مبینہ اقبالِ جرم کو اس سے زیادہ قریب سے جانچ پڑتال کا نشانہ بنایا جانا چاہیے جس کی بصورت دیگر ضرورت ہوگی۔(1982-سی-ای)

ایم پر بھولال بنام اسٹنٹ ڈائریکٹر ریو نیو انٹیلی جنس،(2003) 8ایس سی سی 449؛ٹی تھامسن بنام اسٹیٹ آف کیرالہ و دیگر(2002) 9ایس سی سی 618؛اسٹیٹ (این سی ٹی دہلی) بنام نوجوت سندھو@افاسن گرو،(2005) 11ایس سی سی 600اور راج کمار کروال بنام یونین آف بھارت اور دیگران (1990) 2ایس سی سی409،کا حوالہ دیا گیا ہے۔

فوجداری اپلیٹ کادائرہ اختیار : 2006کی مجرمانہ اپیل نمبر996۔

2002کے فوجداری اپیل نمبر 217 میں ایرناکولم میں کیرالہ کی عدالت عالیہ کے آخری فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے بی کمار، بنام پر بھاکر، رام جی پر ساد اور ریوتی راگھون۔

جواب دہندہ کے لیے اے شاران، اے ایس جی، بنو تمٹا اور سشما سوری۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا:

جسٹس مارکنڈی کاٹجو، یہ اپیل 2002کی فوجداری اپیل نمبر 217 میں کیرالہ عدالت عالیہ کے مورخہ 5.4.2004 کے متنازعہ فیصلے کے خلاف دائر کی گئی ہے۔

فریقین کے لیے فاضل وکیل کے مشورے سنے اور ریکارڈ کا جائزہ لیا۔

اپیل کنندہ پر این ڈی پی ایس ایکٹ کے تحت فوجداری مقدمے میں ملزم نمبر 2 تھا جس سے ہمارا تعلق ہے۔

استغاثہ کے مقدمے میں مختصر طور پر کہا گیا ہے کہ پی ڈبلیو 7 کے انٹیلیجنس افسر راد ھیش کو اطلاع ملی کہ ایک شخص تھروانتنت پورم کے ایسٹ فورٹ میں گاندھی پارک اور پڑومتھانو پلئی پارک کے درمیان پارکنگ ایریا میں کھڑا تھا اور اس کے قبضے میں موجود تقریباً ایک کلو ہیروئن کو ٹھکانے لگانے کے لیے کسی کا انتظار کر رہا تھا۔ پی ڈبلیو 7 نے معلومات ریکارڈ کیں اور پی ڈبلیو 5، سپرنٹنڈنٹ، نارکوٹک کنٹرول بیورو ریجنل انٹیلی جنس یونٹ، تروانتنت پورم کو نمائش پی 10 رپورٹ پیش کی۔ پی ڈبلیو 7 مخبر کے ساتھ اس جگہ کی طرف بڑھا جہاں پہلا ملزم انتظار کر رہا تھا اور پہلے ملزم کو مخبر نے پی ڈبلیو 7 کو دکھایا تھا۔ پی ڈبلیو 5 پی ڈبلیو 4 اور پی ڈبلیو 6 کے ساتھ تقریباً شام 4 بج کر 30 منٹ پر پڑومتھانو پلئی پارک کے قریب پہنچا اور پی ڈبلیو 7 نے پہلے ملزم کی طرف اشارہ کیا۔ پی ڈبلیو 4، 5 اور 6 گواہوں کے ساتھ ملزم کے پاس گئے جس کے پاس ایم او 2 (اے) بیگ تھا۔ پی ڈبلیو 4 سے 6 نے اپنی شناخت ظاہر کی اور پہلے ملزم کی تلاش کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اسے گزٹیڈ افسر یا مجسٹریٹ کی موجودگی میں تلاشی لینے کے اس کے حق سے بھی آگاہ کیا گیا۔ پہلے ملزم نے حق معاف کر دیا اور افسران کے ذریعے تلاشی لینے پر آمادگی ظاہر کی۔ جب پی ڈبلیو 1 نے پہلے ملزم سے پوچھا کہ کیا اس کے پاس کوئی منشیات ہے، تو پہلے ملزم نے ایم او 2 (اے) بیگ پی ڈبلیو 4 کے حوالے کر دیا۔ تھیلے میں ایم او 2 (ڈی) سفید مکمل قمیض اور ایم او 2 (ب) اور ایم او 2 (ج) لنگیوں کا ایک بنڈل پایا گیا۔ جب چیتھڑوں کو ہٹا دیا گیا تو بھوری پاوڈر پر مشتمل ایک شفاف پولی تھین کور برآمد کیا گیا۔ پی ڈبلیو 4 نے پولی تھین کا پیکٹ کھولا اور ایک چٹکی پاوڈر لیا اور فیلڈ ڈرگ ڈیٹیکشن کٹ سے اس کی جانچ کی۔ چونکہ ٹیسٹ کا نتیجہ مثبت آیا، پی ڈبلیو 4 نے منشیات کو ضبط کر لیا۔ پولی تھین کور اور دوا کا وزن 1.110 کلو گرام پایا گیا۔ دو نمونے لیے گئے اور نمونوں کو الگ سے پیک اور سیل کیا گیا۔ باقی دوا کو بھی الگ سے پیک کر کے فروخت کر دیا گیا۔ پی ڈبلیو 4 تیار کردہ نمائش پی 1 ماہار۔ پی ڈبلیو 4 کی درخواست پر، پی ڈبلیو 6 نے پہلے ملزم کو ایکسٹریکٹ پی 2 سمن جاری کیا جس میں اسے اسی دن شام 7 بجے این سی بی آفس میں پیش ہونے کی ہدایت کی گئی تھی۔ چونکہ پہلے ملزم کو جگہ کا علم نہیں تھا، اس لیے پی ڈبلیو 7 کو پہلے ملزم کے ساتھ این سی بی آفس جانے کو

کہا گیا۔سمن کی اطاعت میں پہلا ملزم این سی بی آفس کے سامنے پیش ہوا اور تمل میں نمائش پی 12 بیان دیا جو پی ڈبلیو 6 نے ریکارڈ کیا تھا۔اس کے بعد پی ڈبلیو 6 نے پہلے ملزم کو گرفتار کرلیا۔اگلے دن پہلے ملزم کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا جس نے اسے سب جیل بھیج دیا۔چونکہ دوسرے ملزم کا نام بھی نمائش پی 12 بیان میں ذکر کیا گیا تھا، پی ڈبلیو 2.10.2000 5 کی صبح ضلع تھرونال ویلی کے ادینتھیکارا کی طرف بڑھا اور دوسرے ملزم کو ایکسٹریکٹ پی 15 سمن جاری کیا گیا جس میں اسے اس دن شام 5 بجے تروانتت پورم میں این سی بی آفس کے سامنے پیش ہونے کی ہدایت کی گئی۔دوسرا ملزم شام کو این سی بی آفس کے سامنے پیش ہوا اور اپنی تحریر میں ایکسٹریکٹ پی 16 بیان دیا۔پی ڈبلیو 6 سی نے دوسرے ملزم کو گرفتار کرلیا۔دوسرے ملزم کو بھی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا، جس نے اسے سب جیل بھیج دیا۔تحقیقات پی ڈبلیو 7 کے حوالے کر دی گئی۔نمونے کسٹمز لیبارٹری،کوچین بھیجے گئے اور ایکسٹریکٹ پی 5 رپورٹ حاصل کی گئی۔تحقیقات مکمل کرنے کے بعد پی ڈبلیو 7 نے عدالت میں شکایت درج کرائی۔

ملزم نے الزام کی تردید کی۔اس کے بعد استغاثہ نے پی ڈبلیو 1 سے 7 کی جانچ کی، پی 1 سے پی 20 کو نشان زد کیا اور ایم او کی نشاندہی کی۔ 1 سے 4 تک۔استغاثہ کے شواہد کے بند ہونے کے بعد ملزموں سے فوجداری کارروائی کی دفعہ 313 کے تحت پوچھ گچھ کی گئی۔انہوں نے استغاثہ کے شواہد کی تردید کی اور استدعا کی کہ وہ بے قصور ہیں۔

معاملہ کے حقائق پر غور کرنے سے یہ ظاہر ہوگا کہ ایسا کوئی الزام نہیں ہے کہ اپیل کنندہ کے پاس خود کوئی منشیات پائی گئی تھی۔الزام صرف یہ تھا کہ اس نے کچھ منشیات ملزم نمبر 1 کے حوالے کیں۔اپیل کنندہ کے خلاف واحد ثبوت ملزم نمبر 1 کا واپس لیا ہوا بیان اور اپیل کنندہ کا اپنا واپس لیا ہوا اقبالِ جرم ہے۔

چونمپر اچیلا پن بنام ریاست کیرالہ اے آئی آر (1979) ایس سی 1761 میں، یہ فیصلہ کیا گیا ہے (پیراگراف 4 میں) کہ" یہ یکساں طور پر اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ ایک داغدار ثبوت دوسرے داغدار ثبوت کی تصدیق نہیں کرسکتا کیونکہ اگر ایسا کرنے کی اجازت دی جاتی ہے تو تصدیق کی ضرورت ہی مایوس کن ہے"۔

اسی فیصلے کے پیراگراف 5 میں اس عدالت نے پریا سنگھ بنام ریاست پنجاب (1969) 3 ایس سی آر 236 کے فیصلے پر انحصار کیا، جس میں یہ مشاہدہ کیا گیا تھا :

"ایک ساتھی بلاشبہ بھارتیہ قانون شہادت کے تحت ایک قابل گواہ ہوتا ہے۔ تاہم، اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ یہ حقیقت کہ اس نے جرم کے ارتکاب میں حصہ لیا ہے، اس کے ثبوت میں ایک سنگین داغ ڈالتا ہے اور عدالتیں فطری طور پر اس طرح کے داغدار شواہد پر کارروائی کرنے سے گریزاں ہیں جب تک کہ اس کی مادی تفصیلات اسے میں دیگر آزاد شواہد سے تصدیق نہ ہو۔"

اس طرح، مذکورہ فیصلے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ساتھی کے ثبوت میں کچھ داغ ہے، اور اس کی وجہ واضح طور پر یہ ہے کہ ساتھی کے ثبوت کو شکوک وشبہات کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کیونکہ خود کو بچانے کے لیے وہ شریک ملزم کو پھنسانے کی طرف مائل ہوسکتا ہے۔

ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ ہماری رائے یہ نہیں ہے کہ ساتھی کے ثبوت پر کبھی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس طرح کے ثبوت قانون شہادت کی دفعہ 133 کے تحت قابل قبول ہیں۔ تاہم، دفعہ 133 کو قانون شہادت کی دفعہ 14 1 (بی) کے ساتھ پڑھنا پڑتا ہے، اور ان کو ایک ساتھ پڑھنا قانون اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ دانشمندی کی حکمرانی کے لیے ضروری ہے کہ کسی ساتھی کے ثبوت کی عام طور پر کچھ دوسرے شواہد سے تصدیق کی جائے بذریعہ سریش چندر بہری بنام ریاست بہار اے آئی آر (1994) ایس سی 2420۔

مدعا علیہ کے فاضل وکیل نے ایم پر بھولال بنام اسسٹنٹ ڈائریکٹر، ڈائریکٹوریٹ آف ریونیو انٹیلی جنس، (2003) 8 ایس سی سی 449 میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا، جس میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ اگر اعتراف جرم رضا کارانہ اور دباو سے پاک پایا جاتا ہے تو اسے قبول کیا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سچ ہے، لیکن یہ سب ہر معاملے کے حقائق اور حالات پر منحصر ہے اور اس سلسلے میں کوئی سخت اور تیز قاعدہ طے نہیں کیا جاسکتا کہ آیا کسی خاص مبینہ اعتراف جرم کو قبول کیا جانا چاہیے یا نہیں۔

اس کے بعد مدعا علیہ کے فاضل وکیل نے ٹی تھامسن بنام ریاست کیرالہ اور ایک اور (2002) 9 ایس سی سی 618 میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا، جس میں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ زیر بحث اقبالِ جرم رضا کارانہ تھا۔ اس سلسلے میں ہم اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ یہ سب ہر معاملے کے حقائق اور حالات پر منحصر ہے، اور اس بارے میں کوئی سخت اور تیز قاعدہ طے نہیں کیا جا سکتا کہ اقبالِ جرم جرم کو کب رضا کارانہ سمجھا جا سکتا ہے اور کب نہیں۔

ریاست میں (این سی ٹی آف دہلی) بنام نوجوت سندھو@ افاسن گرو (2005) 11 ایس سی سی 600، (پیرا 34 کے ذریعے) اس عدالت نے مشاہدہ کیا:

"واپس لیا ہوا اقبالِ جرم اثباتِ جُرم کی قانونی بنیاد بن سکتا ہے اگر عدالت مطمئن ہو کہ یہ سچ تھا اور رضا کارانہ طور پر کیا گیا تھا۔ لیکن یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ عدالت تصدیق کے بغیر اس طرح کے اقبالِ جرم پر اثباتِ جُرم کی بنیاد نہیں رکھے گی۔ یہ قانون کی حکمرانی نہیں ہے، بلکہ صرف دانشمندی کی حکمرانی ہے کہ کسی بھی حالت میں تصدیق کے بغیر اس طرح کی اثباتِ جُرم نہیں دی جا سکتی، کیونکہ عدالت، کسی خاص معاملے میں، اقبالِ جرم کی مطلق سچائی پر قائل ہو سکتی ہے اور تصدیق کے بغیر اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ عمل کے ایک عام اصول کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے کہ اقبالِ جرم پر انحصار کرنا غیر محفوظ ہے، پیچھے ہٹائے گئے اقبالِ جرم پر بہت کم، جب تک کہ عدالت مطمئن نہ ہو کہ واپس لیا گیا اقبالِ جرم سچ ہے اور رضا کارانہ طور پر کیا گیا ہے اور مادی تفصیلات میں اس کی تصدیق کی گئی ہے۔

یہ سچ ہے کہ موجودہ معاملے میں ملزم نے اقبالِ جرم جرم کسی عام پولیس افسر کے سامنے نہیں، بلکہ ایک افسر کے سامنے، منشیات اور نفسیاتی ادویات کا قانون، 1985 (جسے اس کے بعد 'این ڈی پی ایس ایکٹ' کہا گیا ہے) کے تحت کیا تھا، جو محکمہ ریونیو انٹیلی جنس کا افسر ہے، اور اس عدالت نے راج کمار کروال بنام یونین آف بھارت دیگران ادرز (1990) 2 ایس سی سی 409 میں کہا ہے کہ ایسا اقبالِ جرم جرم ہے۔ ثبوت ایکٹ کی دفعہ 25 سے متاثر نہیں۔

ہماری رائے ہے کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ این ڈی پی ایس ایکٹ کے تحت محکمہ ریونیو انٹیلی جنس کے افسر کے سامنے کیے گئے اقبالِ جرم کو مذکورہ فیصلوں کے پیش نظر دفعہ 25 سے متاثر نہیں کیا جا سکتا ہے، پھر بھی اس طرح کے اقبالِ جرم کو نجی شہریوں یا اہلکاروں کے سامنے کیے گئے اقبالِ جرم سے زیادہ قریب سے جانچ پڑتال کا موضوع ہونا چاہیے جن کے پاس ایکٹ کے تحت تحقیقات کے اختیارات نہیں ہیں۔ لہٰذا اسی اپیل کنندہ کی طرف سے کیے گئے مبینہ اقبالِ جرم کو اس سے زیادہ قریب سے جانچ پڑتال کا نشانہ بنایا جانا چاہیے جس کی بصورت دیگر ضرورت ہوتی۔

ہم نے موجودہ مقدمے کے حقائق کا احتیاط سے جائزہ لیا ہے، اور ہماری رائے ہے کہ اس مخصوص مقدمے کے ثبوت پر اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کو برقرار رکھنا محفوظ نہیں ہوگا، اور اسے معقول شک کا فائدہ دیا جانا چاہیے۔

ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ ہم اس معاملے میں کوئی عمومی اصول نہیں رکھ رہے ہیں، اور اس کا فیصلہ صرف اس معاملے کے مخصوص حقائق اور حالات پر کر رہے ہیں۔ لہٰذا یہ معاملہ دوسرے معاملات کے لیے ایک مثال نہیں ہو سکتا جو ان کے اپنے حقائق پر ہو سکتے ہیں۔

ہمیں مطلع کیا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ پہلے ہی چھ سال سے زائد قید کی سزا کاٹ چکا ہے۔

مقدمے کے حقائق اور حالات پر، ہم اس اپیل کی منظوری دیتے ہیں اور درج ذیل عدالتوں کے احکامات کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ اپیل کنندہ جو جیل میں ہے اسے فوری طور پر رہا کر دیا جائے گا جب تک کہ کسی دوسرے معاملے کے سلسلے میں ضرورت نہ ہو۔

کے۔کے۔ٹی۔

اپیل کی منظوری دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:43
I am the author of this document